شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

جگر لخت لخت

●۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔
''جس بڑے نے چھوٹے پر رحم نہ کیا یا جس چھوٹے نے بڑے کی عزت نہ کی وہ مسلمانوں کی صف میں شامل ہونے کے قابل نہیں'' اور ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''

● اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے جب سو روپیہ کے مستحق ہوتے ہیں تو ایک کم سو لیتے ہیں اور جس وقت دوسرے کا حق دیتے ہیں تو ایک زیادہ دیتے ہیں۔

● جس کا کپڑا پتلا۔ اس کا ایمان پتلا

●جابر سے جابر انسان اور بڑے سے بڑے ظالم کو اللہ تعالیٰ کی طاقت سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ کسی بھی کام کرنے کے لئے اسے دیر نہیں لگتی ایک ہی لمحے میں وہ عزیز کو ذلیل اور قوی کو ضعیف کر سکتا ہے۔

● ایک بزرگ کا غلام کسی فاسق شخص کے گھر سے چراغ، روشن کر لایا۔ تو انہوں نے بجھا دیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کے نافرمان بندے کے چراغ سے روشن کئے ہوئے چراغ کی روشنی نفع اٹھانے کے لائق نہیں ہے۔

● گلہ کرنے سے انسان اپنی شکست کو نمایاں کرتا ہے۔ دوستوں کے انتخاب میں احتیاط کرو۔ بھیڑ جمع نہ کرو۔ ہر شخص دوستی کا اہل نہیں ہوتا۔ لیکن دوست نہ ہو تو زندگی اجاڑ محسوس ہوتی ہے۔ جس طرح زندہ رہنے کے لئے سانس لینا ضروری ہے اس طرح دوست سفر حیات کا لازمہ ہیں۔

● آخرت کا تصور ہی صحیح اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔ فلسفہ یا سائنس دونوں انسان کی بے چینی کا سد باب کرنے سے قاصر ہیں۔ صرف مذہب ہی ایک ایسی طاقت ہے جو انسانیت کی دکھتی ہوئی پیٹھ کو سہارا دے سکتی ہے۔

●
ان کو کیا خاک سزا دیں گے زمانے والے!
جس کو احساس نے سولی پہ چڑھا رکھا ہے

●
وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست!
رو پس نہ کرد، ہر کہ ازیں خاکداں گذشت

●زندگی آتش و پنبہ کا افسانہ ہے۔ برق و خرمن کی کہانی ہے۔

دریں چمن کہ بہار وخزاں ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

● اس بزم سود وزیاں میں کامرانی کا جام کبھی کوتاہ دستوں کے لئے نہیں بھرا گیا وہ ہمیشہ ان ہی کے حصے میں آیا جو خود بڑھ کر اٹھا لینے کی جرأت رکھتے ہیں۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

● کسی بادشاہ کا موتیوں کا ہار گم ہو گیا اس نے دیوانِ حافظ میں فال دیکھی رات کا وقت تھا، چراغ ایک کنیز کے ہاتھ میں تھا۔ یہ مصرع نکلا

"چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

(یعنی چور کتنا بہادر ہے جس کے ہاتھ میں چراغ ہے)
پس بادشاہ نے فوراً اس کنیز کو پکڑ لیا اور تلاشی لینے سے ہار اس کے پاس برآمد ہوا۔

● اس دور کا سب سے بڑا جرم افلاس ہے۔ گناہ امارت کی آغوش میں نیکی کہلاتا ہے۔ اور نیکی افلاس کے دامن میں گناہ کہلاتی ہے۔ غریب کی دنیا حسرتوں کا نشیمن ہے۔

● خلوص روشن محلوں میں رہنے والوں کی نسبت تاریک جھونپڑوں میں پرورش پائے ہوئے انسانوں میں زیادہ ہوتا ہے۔

● جھوٹ، محبت کے خوبصورت چہرے کو تاریک بنا دیتا ہے۔

● فطرت مصائب کی بھٹی میں سنورتی ہے۔ زمانہ کی شکایت فضول ہے۔ مصیبتوں کا شکوہ جواں مردی کی دلیل نہیں۔ میں تو آفات کو دعوت دیتا ہوں اور ہر لحہ چشم عاشق کی مانند انتظار میں رہتا ہوں۔

● میری ایذا پسند طبیعت ہمیشہ دشوار پسند رہی ہے۔ جو مزہ تکلیف میں ہے وہ آرام میں نہیں۔ مٹھاس کا حقیقی لطف لینا چاہتے ہو تو کڑوی شے بھی چکھ لو۔ پھولوں کی لطافت سے کھیلنا چاہتے ہو تو کانٹوں کی چبھن سے بھی پیار کرو۔

خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں!
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد

● اچھی بات خواہ کوئی کہے۔ پلے باندھ لو۔ جب کسی موتی کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ تو یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اسے سمندر کی تہ سے ڈھونڈ کر لانے والا رذیل تھا یا شریف

● مظلوم اگرچہ کیسا ہی نحیف ہو۔ ظالم کے ظلم کی تاب لا سکتا ہے لیکن ظالم مظلوم کی آہ کی کبھی تاب نہیں لا سکتا۔

● بڑے بڑے انسان ہمیشہ افلاس کی چکی میں پستے آئے ہیں۔

● کم بخت مہمان نوازی اور زچگی، عورت کی ہی قسمت میں لکھی تھی۔ ایک مہمان دفان ہوتا ہے۔ تو ایک نیا بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے جن کے ہٹو تو مہمانوں کی قطار لگ جاتی ہے۔ چند روپے بچے کے ہاتھ میں دے کر ساری تنخواہ کھا کے نکلتے ہیں۔

● اس کا کوئی کردار نہیں تھا۔ مثبت نہ منفی۔ وہ ایک بے کردار آدمی تھا اور بے کردار آدمی بد کردار آدمی سے بھی برا ہوتا ہے۔

● کہتے ہیں کہ گھر سے عورت اور بندوق سے گولی۔ ایک دفعہ چلی تو تو بہ ہی بھلی۔

● کسی حالت میں بھی اپنے دل کو مت گراؤ۔ دیکھو لوگ گرے ہوئے مکانوں کی اینٹیں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ مگر کھڑی ہوئی عمارت کو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگاتا۔

●
دوران سفر ہم نے پلٹ کر نہیں دیکھا
جب گھر سے نکل آئے تو پھر گھر نہیں دیکھا

●
توڑا تو احتیاط سے پھولوں کو تھا مگر
شاخوں کا احتجاج بڑا درد ناک تھا

● آج کل کا معاشرہ ایک ایسا زینہ ہے جس پر کا ہر آدمی اپنے اوپر والے کا غلام اور نیچے والے کا خدا ہے۔

● ایک باپ اپنے گیارہ بیٹوں کی پرورش کر سکتا ہے مگر گیارہ بیٹے اپنے ایک باپ کی دیکھ بھال نہیں کر سکتے۔

● اب بھی پاگل صفیہ کی چیخیں اور قہقہے راتوں کے پچھلے پہر خاموشی کا سینہ چیرتے ہیں۔ تو مائیں وفور جذبات میں اپنی سوئی ہوئی بیٹیوں پر آنچل ڈال دیتی ہیں۔

●
ایک مدت سے مری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا۔ "مجھے ڈر لگتا ہے!"

●
بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لئے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کبھی کسی کے لئے

● بارش، نیند، موسم کی تبدیلی، ان کے اوقات کوئی نہیں بتا سکتا۔

● اندھا تو دیکھ نہیں سکتا مگر مغرور دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

●
جو ایک لفظ کی خوشبو نہ رکھ سکا محفوظ!
میں اس کے ہاتھ میں ساری کتاب کیا دیتا

(مختلف کتابو، رسالوں سے ماخوذ)